قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ

اور

مادرِ ملّت فاطمہ جناحؒ

آغا حسین شاہ

گذشتہ صدی کے عرصہ میں مسلمانوں میں ایسے بڑے بڑے لیڈر پیدا ہوئے جن کی نظیر آئندہ تاریخ شاید ہی پیش کر سکے۔ ان لیڈروں نے اپنی انتھک محنت اور جدوجہد سے مسلمان قوم کو بیدار کیا ان میں ملی احساس اور قومی جذبہ کو ابھار کر جدوجہد پر آمادہ کیا۔ ان کے لیے سیاسی جدوجہد کا مقصد متعین کیا۔ اُن کی صفوں میں انتشار دُور کر کے انھیں ایک جھنڈے تلے اور ایک پلیٹ فارم پر متحد و منظم کیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ عزمِ صمیم، سعیٔ پیہم، خدا پر ایمان، نیت میں اخلاص، اظہار میں صداقت اور کردار میں دیانت کے باعث کوئی انفرادی یا اجتماعی دشواری ایسی نہیں جس پہ غالب نہ آیا جا سکے۔ کوئی صعوبت کوئی انتشار اور کوئی مصیبت ایسی نہیں جسے ہمت و استقلال کے ذریعے راحتِ کامیابی میں نہ بدلا جا سکے۔ ان مسلمان لیڈروں میں قائدِ اعظم محمد علی جناح اور مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کے اسمائے گرامی سرِ فہرست ہیں۔ یہ تاریخ کا عجیب اتفاق ہے کہ یہ دونوں بزرگ ہستیاں ایک ہی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ دونوں کے مزاج اور کردار میں گہری یکسانیت تھی۔ دونوں بھائی بہن ایک دوسرے کے قریب ایک ہی شہر میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اب ہمارے لیے یہ امر تجزیہ طلب ہے کہ دونوں بھائی بہن ایک طویل عرصہ جو ایک ساتھ رہے۔ رفاقت کے اس رشتہ کی مختلف حیثیتوں مثلاً جاں نثار بہن، معتمد مشیر، دوش بدوش معاون، مخلص ہمسفر، قابل نرس، اور اپنے بھائی کی ترجمان وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے۔

محترمہ فاطمہ جناح ۳۱ جولائی ۱۸۹۳ء کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد کا اسمِ گرامی جناح پونجا اور والدہ ماجدہ کا نام مٹھی بائی تھا۔[1] فاطمہ جناح کی ولادت کے وقت محمد علی جناح حصول تعلیم کے لیے انگلستان گئے ہوئے تھے۔ فاطمہ ابھی دو برس کی تھیں کہ شفقتِ مادری سے محروم ہو گئیں۔ ۱۸۹۵ء میں ماں کی وفات کے بعد ان کی بڑی بہن مریم نے ان کی غور و پرداخت شروع کی۔ ۱۸۹۶ء میں محمد علی جناح حصولِ تعلیم کے بعد جب وطن واپس آئے تو ننھی بہن سے ملے۔ اس دن کے بعد سے اپنی وفات تک انھوں نے اپنی بہن کو بزرگانہ شفقت و محبت سے اس قدر نوازا کہ بہن کو یہ احساس تک نہ ہونے دیا کہ وہ ماں اور باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہے۔ قائداعظم ۱۸۹۷ء میں جب بمبئی جانے لگے تو ننھی بہن سے وعدہ کیا کہ جب وہ برسرِ روزگار ہو جائیں گے۔ تو اسے بھی اپنے پاس بلا لیں گے۔ انھوں نے یہ وعدہ ۱۹۰۱ء میں پورا کر دیا۔ جب وہ بمبئی میں مجسٹریٹ ہو گئے۔ تو انھوں نے بہن کو بھی پاس بلا لیا۔ بمبئی میں انھوں نے آہستہ آہستہ فاطمہ جناح کے دل میں حصولِ تعلیم کا شوق پیدا کیا اور ۱۹۰۲ء میں باندرہ کے کانونٹ اسکول میں داخل کروا دیا۔ اس زمانے میں انگریزی اسکول میں کسی مسلمان لڑکی کی تعلیم کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مسلمانوں میں اس رجحان کی شدت سے مخالفت کی جاتی تھی۔ چنانچہ یہی ہوا مگر قائداعظم نے نکتہ چینی کی پروا نہ کی۔ اسی اسکول کے بورڈنگ ہاؤس میں آپ کی رہائش کا بھی انتظام کر دیا۔ ہمدرد اور غمگسار بھائی ہر اتوار کو اپنی بہن سے ملنے اسی اسکول میں جاتے تھے۔ جو ان کے گھر سے کافی دور باندرہ کے علاقے میں تھا۔ بائیس سال کی عمر تک فاطمہ جناح تعلیم حاصل کرتی رہیں۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں انھوں نے سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کر لیا۔ اس کے بعد ۱۹۱۹ء میں قائداعظم نے فاطمہ جناح کو امراضِ دندان کے ڈاکٹر احمد ڈینٹل کالج کلکتہ میں داخل کرایا۔ اس وقت ہندوستان میں امراضِ دندان کا صرف ایک ہی کالج کلکتہ میں تھا۔ چنانچہ مس فاطمہ جناح نے اس کالج میں دو سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۲۲ء میں ڈینٹسٹ کی سند حاصل کی اور پھر ۱۹۲۳ء میں قائداعظم نے فاطمہ کے لیے عبدالرحمٰن سٹریٹ بمبئی میں ایک ڈینٹل کلینک کھلوا دی۔ چھ سات سال

1. Hector Bolitho, Jinnah: Creator of Pakistan, Oxford University Press, 1969, p. 14.

میں فاطمہ جناح نے نہایت دلچسپی سے اس عوامی خدمت کو انجام دیا۔ لیکن زندگی چونکہ ابتدا ہی سے چالک حالات اور واقعات کے مطابق چل رہی تھی۔ لہٰذا زندگی کی اس دوڑ پر بھی یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا کہ ۱۹۲۹ء میں قائدِ اعظم کی شریک حیات کا انتقال ہوگیا۔[۲] مرحومہ نے ایک لڑکی اپنی یادگار چھوڑی جسے ننھیال والوں نے پرورش کرنے کے لیے لے لیا۔ بیوی بچوں سے بھائی کی یہ مستقل علیحدگی زندگی کا ایک عظیم سانحہ تھی۔ شفیق بھائی کی تنہائی اور اداسی کو بہن برداشت نہ کر سکیں۔ انھوں نے بھائی کے غم کو اپنا غم بنا لیا۔ ڈینٹل کلینک بند کر دی اور اپنے بھائی کا مستقل دکھ بانٹنے کے لیے گھر چلی آئیں۔ جس نے ان کو ماں اور باپ کی شفقت سے نوازا تھا۔ اور اولاد کی طرح پرورش کی تھی۔ محترمہ فاطمہ جناح قائدِ اعظم کی ایک جاں نثار ہمشیرہ تھیں اور بھائی بہن کے تعلقات ایک مثالی حیثیت کے حامل تھے۔ یہ مسلّمہ امر ہے کہ انسان کی زندگی میں تین رشتے بہت اہم ہیں۔ ماں، بہن اور بیوی۔ ان تینوں رشتوں میں عورت جب بھی سامنے آتی ہے کچھ تاریخی شخصیتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ مولانا محمد علی جوہر مرحوم اور مولانا شوکت علی مرحوم کی تعلیم و تربیت میں ان کی والدہ "بی اماں" نے ایک اہم رول ادا کیا۔ مولانا حسرت موہانی کی سیاسی و علمی زندگی میں ان کی شریک حیات محترمہ نشاط النساء بیگم نے ایک منفرد کردار ادا کیا۔ اسی طرح بہن اور بھائی کی رفاقت کی عظیم مثالوں میں ایک مثال قائدِ اعظم محمد علی جناح اور مادرِ ملت فاطمہ جناح کی بھی ہے۔ یہاں بھائی کی زندگی ایک پوری قوم یا دور کی زندگی ہے۔ گردشِ ایام کے ہاتھوں بھائی کو بہت سی ستم ظریفیوں اور حسین زیادتیوں کا بڑی طرح شکار ہونا پڑا۔ ایک عظیم تحریک کا قائد مگر نجی زندگی میں اتنی بے اطمینانی اور بے چینی۔ شریک حیات کی بے وقت موت اور اکلوتی بیٹی کی جدائی کتنے بڑے صدمے ہیں۔ مگر قدرت نے چھوٹی بہن کو اتنی ذہانت و فطانت بخشی کہ وہ شفیق بھائی کی ذاتی و سیاسی زندگی میں شریک کار بنیں۔

"بھائی کے پاس آکر مس فاطمہ جناح نے خود گھریلو انتظام سنبھالا۔ اس فرشتہ سیرت بہن نے بھائی قائدِ اعظم کو گھریلو مصروفیات سے بالکل بے نیاز کر دیا۔ وہ ایک

---

2. Hector Bolitho, op. cit., p. 94.

شفیق بہن کی حیثیت سے ان کی ایسی دیکھ بھال کرتی تھیں جو عام ماؤں کے بس کی بات نہیں ہے۔ کھانے، ٹہلنے، لکھنے پڑھنے، لوگوں سے ملنے جلنے۔ غرض کہ قائد کے معمولات زندگی کا ایسا نظام الاوقات انھوں نے ترتیب دیا تھا کہ جس کی پابندی سے بعض اوقات بھائی محمد علی جناح بھی ٹکیل کی سختی پر بہت ہی نرم الفاظ میں احتجاج کرتے تھے۔ لیکن مس فاطمہ جناح کی زندگی کا مطلب و مقصود ہی بھائی کی صحت اور ان کے مشن کی کامیابی تھا وہ محترم بھائی کو حتی الامکان نظام الاوقات کی پابندی سے انحراف نہیں کرنے دیتی تھیں۔

یقیناً فاطمہ جناح کا یہ ایثار بہن بھائی کے تعلقات میں اپنی مثال آپ ہے کہ اپنے کاروبار کو اپنے گھر کو اور اپنے سکھ اور چین کو قربان کر دیا۔ تاکہ بھائی کو زمانہ ویرانی کا احساس نہ ہو اور اس مقدس جذبہ پر کہ بھائی کا درجہ بلند ہو اور وہ یکسوئی سے ملک و قوم کی خدمت کرے خود بھی نامور ہو اور سفینۂ ملت کو بھی ساحل مراد پر پہنچا دے۔

برصغیر پاک و ہند کی سیاسی تاریخ کا یہ نہایت پرآشوب زمانہ تھا۔ محمد علی جناح کی سیاسی سرگرمیاں عروج پر تھیں وہ بڑے مصروف انسان تھے۔ ملک کے بڑے سیاسی رہنما ہونے کے سبب برصغیر کے تمام بڑے لیڈروں سے ان کے گہرے مراسم اور تعلقات تھے۔ ہندو مسلم تنازعات اور کشمکش سے پورے برصغیر میں بے چینی اور انتشار کی کیفیت تھی۔ ہندو رہنماؤں کی تنگ نظری اور عصبیت آئے روز نت نئے گل کھلاتی تھی۔ محمد علی جناح مایوس ہو گئے تھے۔ انہیں احساس ہو چلا تھا کہ ہندو مستقبل میں مسلمانوں کا قومی وجود برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ خود مسلمانوں کی صفوں میں انتشار تھا۔ وہ گروہوں اور جماعتوں میں بٹے ہوئے تھے۔ محمد علی جناح اس صورت حال سے پریشان اور مغموم رہا کرتے تھے اور اکثر اپنی بہن فاطمہ سے سیاسی معاملات پر تفصیلی تبادلہ خیال کرتے تھے۔ اسی ضمن میں مادر ملت اپنی غیر مطبوعہ تالیف "میرا بھائی" میں لکھتی ہیں:-

"قائد اعظم مجھ سے اکثر کھانے کی میز پر جب بھی حالات پر
تبادلہ خیالات کرتے تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے

---

۵ : ایم اے ایچ اصفہانی، انٹرویو، ۱۱ جنوری ۱۹۷۶ء

بھیگ جاتیں[۴]۔"

قائدِ اعظم کے ہم نشینوں کا بیان ہے۔

"جب کسی مسئلہ پر بابائے ملت کبیدہ خاطر ہوتے یا مخالفوں کی ریشہ دوانیوں اور غوغائے رقیباں سے آزردگی محسوس کرتے تو مس فاطمہ جناح اپنے وسیع النظر اور دانشمند بھائی کی ہمت بڑھاتی اور بعض ایسے مشورے بھی دیتی تھیں کہ جن سے مسائل کے سلجھنے میں نمایاں مدد ملتی[۵]۔"

قائدِ اعظم نے فاطمہ کے متعلق کہا تھا۔

"میں جب گھر واپس آتا تو میری بہن میرے لیے اُمید کی کرن اور مستقل روشنی بن جاتی۔ میں پریشانیوں میں گھرا رہتا اور میری صحت خراب ہو تی جاتی لیکن فاطمہ کے حسنِ تدبیر اور توجہ سے میری تمام پریشانیاں دُور ہو جاتیں[۶]۔"

قائدِ اعظم کے یہ تعریفی جملے نہ صرف فاطمہ جناح کی جاں نثاری کی غمازی کرتے ہیں بلکہ اس کی مخلص مشاورت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اس قسم کے تبادلہ خیالات سے فاطمہ جناح کی سیاسی تربیت پختہ ہوتی چلی گئی ان کا اپنا ایک خاص مزاج بنتا چلا گیا۔ انھیں مسائل سے بہت گہری واقفیت ہوتی چلی گئی۔ ۱۹۲۹ء میں برطانوی حکومت نے لندن میں جب سیاسی لیڈروں کی گول میز کانفرنس طلب کی تو قائدِ اعظم شرکت کے لیے روانہ ہوئے تو فاطمہ جناح کو بھی ساتھ لے گئے۔ گول میز کانفرنس کی کارروائی سے محمد علی جناح بہت دل برداشتہ ہوئے اور انھوں نے واپس وطن آنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ پریوی کونسل میں پریکٹس شروع کر دی۔ انگلستان میں قیام کے دوران فاطمہ جناح کو انگلستان اور یورپ کے دیگر مقامات کی سیاحت اور سیاسی، سماجی اور تعلیمی مسائل جیسے معاملات

۴؎ محترمہ فاطمہ جناح نے اپنے بھائی قائدِ اعظم کی سوانحعمری بنام "میرا بھائی" جی الانا کی مدد سے لکھنا شروع کی جو نامعلوم حالات کی بنا پر نامکمل رہی اور اب قائدِ اعظم پیپرز سیل اسلام آباد ایجوکیشن منسٹری میں محفوظ ہے۔ ص ۱۲

۵؎ حافظ بشیر احمد غازی آبادی' ان کی زندگی سراپا عمل تھی'، روزنامہ جنگ" مادرِ ملت ایڈیشن ۴ء ۱۹۷

۶؎ فاطمہ جناح' میرا بھائی' خطابات قائدِ اعظم، کراچی کلب ۱۹۴۸ء - ص-۱۱

کو بخوبی سمجھنے کا موقع ملا[۸] ۱۹۳۳ء میں لیاقت علی خاں جب قائدِ اعظم سے ملے تو ان پر زور دیا کہ وہ واپس وطن چلیں۔ کیونکہ برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن قائدِ اعظم ہندوؤں کے رویہ سے اس قدر دل برداشتہ تھے کہ انھوں نے وطن واپس آنے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ طویل گفتگو اور بحث کے بعد یہ طے ہوا کہ لیاقت علی خاں وطن جاکر حالات کا جائزہ لیں اور انھیں آگاہ کریں تب کوئی فیصلہ ہوگا۔[۸]

اپریل ۱۹۳۴ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ہوا جس میں شرکت کے لیے قائدِ اعظم وطن آئے مگر کچھ دنوں کے بعد پھر واپس لندن چلے گئے۔ ان کی غیر موجودگی میں مسلمانانِ بمبئی نے انھیں مرکزی اسمبلی کا رکن منتخب کر دیا۔ چنانچہ مرکزی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کے لیے وہ جنوری ۱۹۳۵ء میں ہندوستان آئے اور اپریل میں پھر لندن واپس چلے گئے اور اکتوبر تک وہاں قیام کیا۔ اس تمام عرصہ میں بڑے بڑے مسلمان لیڈروں بالخصوص علامہ اقبال برابر اُن پر زور دیتے رہے کہ ہندوستان واپس آئیں۔ مسلمانوں کی قیادت سنبھالیں اور انہیں آنے والی تباہی سے بچانے کا بندوبست کریں۔ آخر کار قائدِ اعظم لندن سے بمبئی واپس آتے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہوا جس میں انھیں مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اب قائدِ اعظم نے مسلمانوں کی تنظیم کا بیڑا اٹھایا۔ راس کماری سے کشمیر تک اور چاٹگام سے خیبر تک انھوں نے دورے کیے۔ مسلم لیگ کی تنظیم کی۔ مسلمانوں کو آواز دی کہ اگر اپنے قومی وجود کو بچانا ہے تو مسلم لیگ کے ہلالی پرچم تلے متحد ہو جائیں۔ قائدِ اعظم کی اس تحریک آزادیٔ وطن میں مادرِ ملت بھی شانہ بشانہ شریک تھیں۔ بقول مادرِ ملت۔

> "ملکی سیاست سے مجھے ویسے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ کیونکہ قائدِ اعظم کے ساتھ رہ کر سیاست سے دُور رہنا ناممکن تھا۔ چنانچہ میں قائدِ اعظم کے دوش بدوش پورے انہماک کے ساتھ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھی[۹]۔"

اِس طرح فاطمہ جناح کی باقاعدہ اور عملی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ انھوں نے قائدِ اعظم کے شانہ بشانہ

---

[۷] صفیہ سلطانہ "قائدِ اعظم میری نظر میں" گوشۂ ادب اردو بازار لاہور ۱۹۵۳ء۔ ص ۱۵

[۸] Hector Bolitho, op. cit., p. 105.

[۹] فاطمہ جناح، خطاب انتخابی مہم، لاہور۔ جنگ، روزنامہ دسمبر ۱۲ - ۱۹۶۴ء

مسلم خواتین میں سیاسی و سماجی اور تعلیمی شعور کی بیداری کے لیے زبردست کوشش کی ــــ بقول محترمہ فاطمہ جناح ۔

"قائدِ اعظم چاہتے تھے کہ ان عورتوں کے تعاون کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی ۔ اگر مسلم خواتین اپنے مردوں کو اس طرح تقویت پہنچائیں ۔ جس طرح انھوں نے عہدِ رسالت میں تقویت پہنچائی تھی تو ہم بہت جلد اپنی منزلوں کو پالیں گے [۱۰] "

بھائی قائدِ اعظم کی ترغیب اور تربیت کا یہ ثمر تھا کہ محترمہ فاطمہ جناح نے حصولِ پاکستان میں عورتوں کی بیداری میں ان کی رہنمائی کی ۔ مسلم خواتین کو پاکستان کا مفہوم سمجھانے کے لیے بھائی کے ساتھ دورے کیے ۔ اور خواتین کے لیے بے شمار اجتماعات میں تقریریں کیں ۔ صبیحہ مہدی اپنے مضمون قائدِ اعظم اور خواتین میں لکھتی ہیں ۔

"دہلی کی سرزمین اور اس کی تاریک گلیوں میں کام کرنا بہت دشوار تھا ۔ مگر یہ کارکن نہایت خندہ پیشانی سے اپنا فرض انجام دیتی رہی ۔ ہر محلہ میں تین مہینے بعد بہت بڑے پیمانے پر جلسہ کیا جاتا ۔ جہاں محترمہ فاطمہ جناح خود تشریف لاتیں اور ان تنگ گلیوں میں پیدل چل کر وہ جلسہ کی صدارت فرمایا کرتیں اور ہماری ان تھک کوششوں کی رپورٹ وہ خود قائد کو سنایا کرتیں ۔ جس سے ہم سب کی حوصلہ افزائی ہوا کرتی [۱۱] "

اس طرح فاطمہ جناح نہ صرف عام مسلم خواتین بلکہ لیڈر مسلم خواتین کی رہبری بھی کرتی تھیں ۔

"مادرِ ملت کی رہنمائی میں بیگم جہاں آراء شاہنواز ، لیڈی ہارون ، بیگم شمس النہار محمود ، بیگم سلمٰے تصدق حسین ، فاطمہ بیگم ، بیگم غلام حسین ہدایت اللہ ، بیگم شائستہ اکرام اللہ ، بیگم وقار النساء نون ، بیگم لیاقت علی خاں ، بیگم بشیر احمد اور بیگم اعزاز رسول نے خواتین میں پاکستان کے حصول کا جوش و ولولہ پیدا کر دیا تھا ۔ [۱۲] "

---

۱۰ رضوان احمد ، مادرِ ملت ایڈیشن روزنامہ "جنگ" (راولپنڈی) ۹ ر جولائی ۱۹۷۱ء

۱۱ نور الصباح بیگم ، تحریک پاکستان اور خواتین " شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی ، ۱۹۷۱ء ص ۔ ۲۰

۱۲ صدیق علی خاں ۔ " بے تیغ سپاہی " لاہور ۱۹۴۸ ، ص ۱۲۵ ،

فاطمہ جناح ۱۹۳۷ء کے بعد سے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی مستقل رکن رہیں۔ الغرض محترمہ فاطمہ جناح نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر جدوجہد آزادی میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا اور اس طرح وہ قائدِ اعظم کی رفیقِ کار اور سیاسی معاملات میں مددگار تھیں۔ قائد اعظم نے فاطمہ جناح کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا۔

"میری سیاست کا انحصار میرے ٹائپ رائٹر اور فاطمہ پر ہے"[۱۳]

ان تعریفی کلمات کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ قائد اعظم نے کبھی بھی فاطمہ جناح کو مسلم لیگ میں کوئی مرکزی عہدہ نہیں دیا اور فاطمہ جناح کو کلی طور پر سیاسی میدان میں نہیں لائے۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت کے حالات کے مطابق ایک تو فاطمہ جناح کوئی پیشہ ور سیاست دان نہ تھیں وہ تو محض بھائی کے عظیم مشن میں بے لوث مددگار تھیں اور دوسرا قائدِ اعظم کنبہ پروری کے سخت مخالف تھے۔ بقولِ فاطمہ جناح۔

"اگر میں اقتدار کی بھوکی ہوتی تو لاکھوں کروڑوں افراد میرا ساتھ کیوں دیتے" میں نے کھل کر کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ یہ میں نے اس لیے کیا تھا۔ کہ قائد اعظم حیات تھے واقعہ یہ ہے کہ میں نے قائد اعظم کی قیادت میں پاکستان کے لیے ایک سپاہی کی طرح دوسرے مسلمانوں کے دوش بدوش کام کیا ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظم مجھے ہر جگہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ انھوں نے مجھے کوئی سیاسی عہدہ نہیں دیا تھا۔ انھوں نے اپنے لیے یا اپنی بہن کے لیے پاکستان نہیں بنایا تھا بلکہ پوری قوم کے لیے بنایا تھا۔"[۱۴]

اسی طرح قائدِ اعظم کی اقربا پروری کی مخالفت کی ایک اور مثال محترمہ شیریں بائی کے اس بیان سے بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ۔

"جب مرحوم جندریگر نے قائدِ اعظم کے لائق بھانجے اکبر پیر بھائی کو مقامی مسلم لیگ کی کسی ذیلی کمیٹی کا چیئرمین بنانے کی تجویز قائدِ اعظم کو پیش کی تو قائدِ اعظم نے اسے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ اکبر کی سب سے بڑی نااہلیت یہ ہے کہ وہ میرا رشتہ دار ہے"[۱۵]

---

۱۳ چودھری غلام عباس: "محترمہ فاطمہ جناح کے حق میں دستبردار ہو جاؤں گا" روزنامہ "جنگ" ۱۲ر دسمبر ۱۹۶۴ء

۱۴ - مادرِ ملت۔ خطاب انتخابی مہم کھلنا، جلسہ عام، ۲۱ر دسمبر ۱۹۶۴ء

۱۵ محترمہ شیریں بائی، انٹرویو روزنامہ "جنگ" ۹ر جولائی، ۱۹۷۲ء۔

ان تاریخی حقائق کی روشنی میں یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ محترمہ فاطمہ جناح تحریک پاکستان میں قائدِاعظم کی ایک عظیم ساتھی اور سیاسی معاون تھیں۔ قائدِ اعظم، فاطمہ جناح کو محض بہن کی وجہ سے پیار اور پسند نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ اس رشتہ میں قائدِ اعظم کی تین بہنیں اور بھی تھیں لیکن اپنی بہنوں کے پیار میں انھوں نے قوم کو کبھی شریک نہیں کیا اس کے برعکس فاطمہ جناح سے وہ سیاسی رشتہ کے باعث بھی محبت کرتے تھے۔

محترمہ فاطمہ جناح نہ صرف قائدِاعظم کی ایک معتمد مشیر تھیں بلکہ ایک جاں نثار ہمسفر بھی تھیں۔ قائدِ اعظمؒ مسلم لیگ کے اجلاسوں کو خطاب کرنے جہاں بھی تشریف لے جاتے بہن فاطمہ سائے کی طرح ان کے ہمراہ رہتیں۔ بقول فاطمہ جناح۔

"سنہ ۱۹۴۱ء میں ہم بمبئی سے مدراس روانہ ہوئے جہاں قائدِ اعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کرنی تھی۔ جب ہماری گاڑی مدراس سے کچھ دور تھی تو قائدِ اعظم اپنی نشست سے اٹھے میں یہ دیکھ کر پریشان ہوئی کہ وہ چند قدم چل کر ریل کی لکڑی سے بنے ہوئے فرش پر گر پڑے۔ میں فوراً ان کے پاس پہنچی اور تکلیف کی وجہ معلوم کی، تو قائدِ اعظم ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولے کہ میں تھکن اور کمزوری محسوس کرتا ہوں اور پھر قائد میرے کندھوں کا سہارا لے کر اپنے برتھ کی طرف بڑھے۔ خوش قسمتی سے گاڑی اسٹیشن پر پہنچی جہاں ہزاروں مسلم لیگی قائد کا استقبال کرنے کھڑے قائدِ اعظم زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور زور سے چلا کر کہا کہ زیادہ شور نہ کریں کیونکہ قائدِ اعظم تھکان اور بخار کی وجہ سے بستر پر ہیں دوڑ کر ڈاکٹر لے آئیں۔ چند لمحوں میں ڈاکٹر حاضر ہوا اس نے معائنے کے بعد کہا کہ فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ذرا نبض گر گئی تھی۔"[۱۶]

اسی طرح محترمہ فاطمہ جناح ایک اور واقعہ کا ذکر کرتی ہیں:۔

"ہم سنہ ۱۹۴۰ء میں بمبئی سے دہلی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے کچھ دنوں سے قائدِ اعظم کو بخار کی شکایت تھی۔ قائدِ اعظم نے کھانا کھایا اور بستر پر لیٹ گئے۔ اچانک انھوں نے اونچی اونچی آہیں بھرنی شروع کر دیں جیسا کہ کسی آدمی کو گرم لوہے کی سلاخ سے چھوا جائے۔

۱۶۔ فاطمہ جناح "میرا بھائی" ص ۔ ۴۴

میں اسی لمحے ان کے پاس پہنچی اور تکلیف کی وجہ دریافت کی اور قائد اعظم نے ہاتھ کے اشارے سے درد زدہ جگہ کی نشان دہی کی۔ درد کی شدت سے ان کی قوت ناطقہ جواب دے چکی تھی۔ میں نے درد زدہ جگہ کو ہاتھ لگایا مگر ناامید ہو کر اگلے اسٹیشن کے آنے کا انتظار کرنے لگی تاکہ گرمائش دینے کے لیے گرم پانی کی بوتل کا انتظام کروایا جائے۔ اگلے چند لمحوں میں گاڑی کے رکنے کی آواز آئی تو میں نے گارڈ کو بلوایا اور گرم پانی کی بوتل لانے کو کہا۔ نیپکن میں لپیٹ کر بوتل کو درد زدہ جگہ پر رکھا جس سے درد میں کچھ کمی محسوس ہوئی۔ [۱۷]

اسی طرح کے بے شمار دیگر واقعات ہیں جہاں شفیق بہن نے بیمار اور مصروف بھائی کی دیکھ بھال کی اور اس حقیقت سے انکار غیر دانشمندی ہو گی کہ

"اگر فاطمہ جناح قائد اعظم کی رفیق کار نہ ہوتیں تو شاید قائد اعظم بہت عرصہ پہلے خراب صحت، مسلسل بیماری اور تحریک پاکستان کی ہنگامہ خیز سیاسی جنگ کے کٹھن مرحلوں سے چل بسے ہوتے اور پاکستان کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔" [۱۸]

——— فاطمہ جناح کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے قائد اعظم نے ایک بار کہا :۔

"میں جب کسی اندیشے میں گرفتار ہوا اور ذہنی پریشانی نے مجھے گھیر لیا تو فاطمہ نے مجھے حالات کے طوفان سے بچا کر مجھے ڈھارس دی اور ہر لمحہ مجھے حوصلہ عطا کیا اور میری ہمت بڑھاتی رہی اور میری صحت کا خیال رکھا۔" [۱۹]

۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک دن رات فاطمہ جناح نے اس قدر محنت سے کام کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جب ۱۹۴۷ء میں پاکستان بن گیا تو وہ قائد اعظم کے ساتھ دار الحکومت کراچی آ گئیں۔ اس پر آشوب دور میں بھارت سے مظلوم مہاجرین کے لٹے ہوئے قافلے پاکستان پہنچنے لگے تھے۔ محترمہ فاطمہ جناح نے اس زمانے میں دن رات ریلیف کے کاموں کی دیکھ بھال کی۔ وہ مصیبت زدوں کے پاس جاتیں ان کی ڈھارس

---

۱۷ ۔ فاطمہ جناح ۔ "میرا بھائی" ص ۴ ۔

۱۸ ۔ رئیس احمد جعفری، "قائد اعظم اور ان کا عہد" مقبول اکیڈیمی ۔ لاہور ۱۹۶۶ء ۔ ص ۔ ۸۵ ۔

۱۹ ۔ فاطمہ جناح ۔ "میرا بھائی" ص ۲۰ ۔

بندھاتیں۔ بیماروں، معذوروں اور اپاہجوں کے علاج و معالجہ کا بندوبست کرتیں۔

قائدِ اعظم کی بہن کی حیثیت سے مادرِ ملّت کا عظیم کارنامہ بھائی کی صحت کا خیال اور تیمارداری ہے۔ یہ فرض پورا کر کے فاطمہ جناح نے وہ مثال قائم کردی جو عام بہنوں کے بس کا روگ نہیں ہے بھائی کی صحت اور زندگی انھیں بہت عزیز اور مقدم تھی۔

"جب بھی قائدِ اعظم اکیلے باہر تشریف لے جاتے تو فاطمہ بھائی کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بلاناغہ خط لکھا کرتیں۔ جواب ملنے میں تاخیر ہو جاتی تو وہ فوراً تار یا ٹیلیفون کے ذریعے سے دریافت فرماتیں"۔ ۲۰

مسلسل دوڑ دھوپ اور دن رات کام کرنے سے جب قائدِ اعظم کی صحت زیادہ کمزور ہو گئی تو فاطمہ جناح انھیں اکثر آرام کرنے کا مشورہ دیتی تھیں۔ بقول فاطمہ جناح " قائدِ اعظم یہ فرمایا کرتے تھے۔

" فاطمہ کیا تم نے کبھی یہ سنا ہے کہ ایک جرنیل چھٹی پر چلا جائے جب کہ اس کی فوج اپنی بقاء اور سلامتی کی جنگ میں مصروف ہو"۔ ۲۱

قائدِ اعظم کے ایسے جملوں کے بعد شفیق بہن چپ ہو جاتیں۔ ۱۹۴۸ء میں جب قائدِ اعظم خراب صحت کے باعث کوئٹہ تشریف لے گئے تو جاں نثار بہن ان کے ہمراہ تھیں۔ جہاں بہن نے ایک بہترین نرس کی حیثیت سے بھائی کی نگہداشت کی۔ ڈاکٹر ریاض علی شاہ اپنے مضمون " قائدِ اعظم کے آخری ایام" میں لکھتے ہیں۔

"محترمہ فاطمہ جناح اپنے محبوب بھائی کی تیمارداری میں بڑی دلچسپی لیتی تھیں۔ وہ کئی کئی راتیں اور دن جاگ کر گزار دیتی تھیں اور دن رات پورے انہماک سے قائدِ اعظم کی تیمارداری میں مصروف رہتیں۔ انہوں نے اپنی پسند، اپنا جینا اور اپنا آرام سب کچھ بھائی کے لیے وقف کر رکھا تھا"۔ ۲۲

۲۰۔ مرزا عزیز بیگ۔ قائدِ اعظم کے چند ذاتی پہلو، کراچی، ۱۹۵۴ء۔ ص ۱۵۱

۲۱۔ فاطمہ جناح " میرا بھائی " ص ۱۳

۲۲۔ ریاض علی۔ قائدِ اعظم کے آخری ایام " تالیف " قائدِ اعظم کے ذاتی پہلو۔ مرزا عزیز بیگ کراچی، ۱۹۴۷ء، ص ۳۲۶

اسی طرح کرنل الٰہی بخش اپنی کتاب " قائد اعظم کے ساتھ آخری دنوں میں " لکھتے ہیں۔

" نرس سے معلوم ہوا کہ محترمہ فاطمہ جناح ساری رات جاگتی اور اپنے بھائی کے کمرے میں بار بار جھانکتی رہتیں اور جب دیکھتی تھیں کہ بے چینی بڑھ گئی ہے تو خود آکر آکسیجن دے جاتی تھیں۔ ان کے اس محبت اور خدمت کے پاکیزہ جذبے نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ یہ بڑی حیرت کی بات تھی کہ دبلی پتلی ہونے کے باوجود کس طرح وہ مسلسل دن رات تیمارداری کے سخت فرائض انجام دے رہی تھیں " ۲۳ ؎

حقیقت میں جس جانفشانی اور دلجوئی سے محترمہ فاطمہ جناح نے بھائی کی زندگی کے آخری لمحوں تک خدمت کی وہ شاید اس احسان کا بدلہ تھا جو شفیق بھائی نے چہیتی بہن کی پرورش اور تعلیم کے لیے کیا تھا۔ قائدِ اعظم اکثر کہا کرتے تھے کہ فاطمہ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے اس نے میری بڑی دیکھ بھال کی ہے۔ ملت پاکستان کے قائد کی اس جاں نثار بہن پر سلام۔ جس نے اپنے عظیم بھائی کی دیکھ بھال کی اور عظیم قائد کو طویل زندگی بخشی۔ جس کی مساعی جمیلہ سے مسلمانوں نے ایک عظیم مملکت حاصل کی۔ اب قائدِ اعظم کی اس تعریفی تقریر کا مکمل متن پیش کرنا از بس ضروری ہے جو انھوں نے کراچی کلب میں اپنے اعزاز میں ایک دی گئی دعوت میں کی۔

" جن دنوں مجھے برطانوی حکومت کے ہاتھوں کسی وقت بھی گرفتاری کی توقع تھی تو ان دنوں میری بہن فاطمہ ہی تھی جو میری ہمت بندھاتی تھی۔ جب حالات کے طوفان مجھے گھیر لیتے تھے تو میری بہن فاطمہ ہی تھی جو میری حوصلہ افزائی کرتی تھی۔ تفکرات، پریشانیوں اور سخت محنت کے زمانے میں جب گھر آتا تھا تو میری بہن روشنی اور امید کی تیز شعاع کی صورت میں میرا خیر مقدم کرتی تھی۔ اگر میری بہن نہ ہوتی تو میرے تفکرات کہیں زیادہ ہوتے۔ میری صحت کہیں زیادہ خراب ہوتی۔ اس نے لاپرواہی سے کام نہیں لیا۔ کبھی شکایت نہیں کی۔ میں آج ایسے واقعات کا انکشاف کرتا ہوں جو غالباً آپ نہیں جانتے۔ ایک

23. Ilahi Bakhsh, with the Quaid-e-Azam During his last days.

وقت ایسا بھی آیا تھا کہ ہمیں ایک عظیم انقلاب کا سامنا تھا۔ ہم گولیوں کی بوچھاڑ میں حتیٰ کہ موت تک کے مقابلے کے لیے آمادہ اور تیار رہتے۔ میری بہن نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا میرے شانہ بشانہ رہی۔ میری انتہائی معتمد رہی اور مجھے سنبھالے رکھا۔"[۲۴]

مندرجہ بالا جملے جو قائدِاعظم نے اپنی چہیتی بہن فاطمہ کے متعلق کہے تھے ان سے ہماری ملّی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا کیونکہ قائدِاعظم محمد علی جناح تحسین و آفرین کے معاملہ میں بہت محتاط اور جزرس تھے۔ اپنے ہمعصروں میں یہ شرف صرف علامہ اقبال اور فاطمہ جناح کے حصہ میں آیا۔ علامہ اقبال کی ذات آل انڈیا مسلم لیگ اور محمد علی دونوں کے لیے پنجاب میں زبردست قوت کا سبب تھی اور فاطمہ جناح کی جاں نثاری و جاں سپاری قائدِاعظم محمد علی جناح کی حیات اور میدانِ عمل کے لیے اُمید کی کرن ثابت ہوئی۔

یہ بہن بھائی کی رفاقت کا فیض تھا کہ قائدِاعظم کی رحلت کے بعد مادرِ ملّت نے اپنے بھائی کے مشن کو جاری رکھا۔ وہ قائدِاعظم کی تصویر بن گئیں۔ گفتار و کردار میں وہ قائدِاعظم کا عکس تھیں شکل و صورت میں کامل مشابہت تھی۔ اندازِ گفتگو، لب و لہجہ، حرکات و سکنات اور جاہ و جلال میں کوئی فرق نہ تھا۔ شب و روز ملک کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے فکرمند رہتی تھیں، ملک کی سلامتی اور بقاء کے لیے انھوں نے بڑے بڑے حاکموں پر بے باکانہ تنقید کی اور جب محسوس کیا کہ پاکستان اور قائد کے اصولوں کو پائمال کیا جا رہا ہے تو پیرانہ سالی کے باوجود نعرۂ حق بلند کیا۔ قوم میں زندگی کی روح پھونک دی۔ صدارتی انتخاب لڑ کر مادرِ ملّت نے جمہوریت کی شمع روشن رکھی اور اس طرح پاکستان کی سیاست میں ایک شاندار باب کا اضافہ کیا۔ موت کے جن ظالم پنجوں نے جس طرح ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء میں قائدِاعظم کو ایک جاں نثار بہن اور ایک طویل عرصہ تک ساتھ رہنے والی رفیقہ سے چھین لیا تھا۔ اسی موت نے ۹ جولائی ۱۹۶۷ء میں مادرِ ملّت کو ملّتِ پاکستانیہ سے چھین لیا۔ بانئ پاکستان محمد علی جناح اور مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح کی زندگی ہمارے لیے فکر انگیز اور نمونۂ عمل ہے۔ دونوں زندہ رہے تو قوم کے لیے اور مرے تو قوم کے لیے۔ دونوں کا نصب العین ایک تھا۔

۲۴۔ خطابات قائدِاعظم، کراچی کلب، ۱۹۴۸ء، بحوالہ فاطمہ جناح، "میرا بھائی"، ص ۱۱۔